بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القواعد
فی
العقائد

تالیف
شیخ الحدیث والتفسیر
پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی
دامت برکاتہم العالیہ

ناشر
رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا
048-3215204-0303-7931327

فہرستِ مضامین

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

عقیدہ کی تعریف

عقیدہ کا لفظ عقد سے بنا ہے۔ عقد کا لفظی معنی ہے بندھن اور گرہ۔ مضبوط چیز کو گرہ یا عقد کہتے ہیں۔ وہ نظریہ جو مضبوط ہو اور جس پر وثوق ہو اسے عقیدہ کہتے ہیں۔

اسلامی عقائد کی اقسام

(i)۔ضروریاتِ اسلام:۔ یہ ایسے عقائد ہیں جو قرآن مجید یا حدیثِ متواتر یا اجماعِ صحابہ سے ثابت ہوں اور ان دلائل کی اپنے مفہوم پر دلالت قطعی اور واضح ہو۔ ان دلائل کے قطعی الثبوت ہونے کی وجہ سے ان میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوتی اور قطعی الدلالت ہونے کی وجہ سے ان میں تاویل نہیں چلائی جاسکتی۔ ایسے عقائد میں سے کسی ایک عقیدہ کا منکر بھی کافر ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو واجب الوجود ماننا، اس کے وجوبِ وجود، استحقاقِ عبادت اور مستقل صفات میں کسی کو شریک نہ ماننا، اسے بے عیب سمجھنا، فرشتوں کو ماننا، آسمانی کتابوں کو ماننا، انبیاء ورسل کو ماننا، قیامت کو ماننا، تقدیر کو ماننا، نبی کریم ﷺ کو آخری نبی ماننا، حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ رکھنا، کبائر کو قابلِ معافی سمجھنا، قرآن [illegible] سمجھنا اور اس کے ایک ایک لفظ کو تسلیم کرنا، عذابِ قبر کو حق سمجھنا، معراج کو حق سمجھنا، شفاعت کا جواز ماننا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا عقیدہ رکھنا، ختمِ نبوت کے بعد کسی کو مامور من اللہ نہ سمجھنا، انبیاء وملائکہ کو معصوم سمجھنا، سیدہ صدیقہ پر بہتان کو غلط سمجھنا، نماز روزہ حج زکوٰۃ اور جہاد کو ماننا۔

(ii)۔ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت وجماعت:۔ یہ ایسے عقائد ہیں جن کا ثبوت ضروریاتِ اسلام کے دلائل کی طرح قطعی ہو لیکن اسکے دلائل کی دلالت قطعی نہ ہو بلکہ اس میں تاویل کا احتمال موجود ہو، یا اگر ثبوت ظنی ہو تو دلالت قطعی ہو جیسے ائمہ اربعہ کا اجماع۔ لہٰذا اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا۔ البتہ ایسا شخص اہلِ سنت سے خارج ہو جاتا ہے۔ مثلاً خلفاءِ اربعہ علیہم الرضوان کی خلافت، شیخین کو

افضل سمجھنا اور ختنین سے محبت کرنا، موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا، تمام صحابہ واہل بیت علیہم الرضوان کا ادب، اجماعِ امت کی حجیت کو تسلیم کرنا، ہمیشہ جماعت کا ساتھ دینا اور شذوذ سے بچنا۔

(iii)۔ثابتاتِ محکمہ:۔ یہ ایسے عقائد ہیں جو ظنی دلائل سے ثابت ہوں۔ یہ دلائل اس قدر وزنی ہوتے ہیں کہ جانبِ خلاف کو پچھاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ جیسے صحیح خبرِ واحد اور قولِ جمہور۔ ان کا خلاف بھی کوئی معمولی آفت نہیں، اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ۔ مثلاً گستاخِ رسول کی توبہ کا عدمِ قبول، انبیاء کی فرشتوں پر افضلیت، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر افضلیت۔

(iv)۔ظنیاتِ محتملہ: ۔ یہ نظریات ایسی ظنی دلیل سے ثابت ہوتے ہیں جو محض راجح ہو اور جانبِ خلاف کے لیے گنجائش بھی موجود ہو۔ مثلاً محبوب کریم ﷺ کو عالمِ ماکان وما یکون سمجھنا، حاضر ناظر سمجھنا، مختارِ کل سمجھنا، آپ ﷺ کی نورانیت حسی، یارسول اللہ کہنے کا جواز، حضور ﷺ کا سایہ نہ ہونا، علماء وشہداء کے شفیع بننے کا عقیدہ، مزارات کی زیارت اور صاحبِ مزار سے توسل، بخاری شریف کو اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ سمجھنا۔

بعض کام ایسے ہیں جن کا تعلق عقیدے سے نہیں بلکہ عمل سے ہے اور عصرِ حاضر میں اختلافی ہونے کی وجہ سے انہیں عقائد کے ساتھ نتھی کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایصالِ ثواب کے لیے دن مقرر کرنا، میلاد شریف منانا، کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا، محبوب کریم ﷺ کے اسمِ گرامی پر انگوٹھے چومنا، جنازہ کے بعد دعا مانگنا، ایصالِ ثواب کی مختلف صورتیں مثلاً سوئم چالیسواں عرس وغیرہ۔ یہ سب باتیں مستحب ہیں، ان کا کرنا ثواب ہے، لیکن ان کے ترک سے نہ گناہ لازم آتا۔

ایک محقق کو معلوم ہونا چاہیے کہ کونسی دلیل سے کیا ثابت ہوتا ہے اور کون سے دعویٰ پر کونسی دلیل درکار ہوتی ہے۔ آج کچھ لوگ ایسے ہیں جو قطعی باتوں کے انکار کو بھی کفر نہیں کہتے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو ظنیاتِ محتملہ اور مستحبات پر شرک کا فتویٰ داغ رہے ہیں۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ مکفر محض اپنے پسندیدہ احتمال پر مصر ہوتا ہے اور اس احتمال کے منکر کو کافر کہہ رہا ہوتا ہے۔ جبکہ فریق مخالف کے پاس قولِ مختار ہوتا ہے۔ چور الٹا کوتوال کو ڈانٹتا ہے۔ نہ صرف ڈانٹتا ہے بلکہ اسے کافر کہتا ہے۔ اس صورتِ حال کا اصل سبب جہلا کی فتویٰ بازی اور فاروقی ڈنڈے کا فقدان ہے۔

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد　　　گر فرقِ مراتب نکنی زندیقی

قدم الشیخ عبدالقادر

علیٰ رقاب الاولیاء الاکابر رضی اللہ عنہم

ممتاز احمد چشتی

[illegible]

جس کے منبر ہوئے گردنِ اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

فرمانِ غوثیہ

قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

کی توضیح و تشریح پر بصیرت افروز تحقیقی کتاب

قدمُ الشیخ عبدِ القادر
علیٰ رقابِ الاولیاءِ الاکابر رضی اللہ عنہم

ممتاز احمد چشتی
خطیب و مدرّس جامعہ انوار العلوم ملتان

ناشر
بزمِ سعید
جامعہ انوار العلوم ملتان

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	------- قدم الشیخ عبدالقادر علیٰ رقاب الاولیاء الاکابر
نام مصنف	------- ممتاز احمد چشتی خطیب و مدرّس جامعہ انوار العلوم ملتان
نظرِ ثانی	------- علامہ محمد عبدالحکیم چشتی سینئر مدرّس جامعہ انوار العلوم
تصحیح و ترتیب	------- مولانا عبدالعزیز سعیدی مدرّس جامعہ انوار العلوم
پروف ریڈنگ	------- حافظ راشد محمود، حافظ عبدالرزاق سعیدی
کمپیوٹر کمپوزنگ	------- الرحمٰن کمپوزنگ سنٹر (۲۱- آٹو پلازہ ڈیرہ اڈا ملتان)
طابع	------- الخلاط پرنٹنگ پریس شاہین مارکیٹ ملتان
ناشر	------- بزمِ سعید جامعہ انوار العلوم نیو ملتان
صفحات	------- ۳۹۳
ھدیہ	------- ۱۵۰/- روپے

ملنے کا پتہ

(۱) دفتر بزمِ سعید جامعہ انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان

(۲) کاظمی پبلیکیشنز کچہری روڈ ملتان

(۳) کتب خانہ بزمِ سعید شاہی عید گاہ خانیوال روڈ ملتان

129507

R.12934

ہستم سگِ آستانِ عبدالقادر
قسمت رسدم زخوانِ عبدالقادر
گفتا قدمم بہ گردنِ اقطاب است
سُبحان اللہ! شانِ عبدالقادر

چوں موجِ قبولِ ازلی مے آید
سالک بہ درِ غوثِ جلی مے آید
آں تاجورِ فقر و امیرِ بغداد
از گلشنِ او بُوئے علی مے آید

DYAL SINGH TRUST LIBRARY LAHORE 1908

DYAL SINGH TRUST LIBRARY

نامد ز سلف عدیلِ عبدالقادر
ناید بخلف بدیلِ عبدالقادر
مثلش گر از اہلِ قرب جوئی گوئی
عبدالقادر مثیلِ عبدالقادر

اے ظلِ الٰہ شیخ عبدالقادر
اے بندہ پناہ شیخ عبدالقادر
محتاج و گدائیم تو ذوالتاج و کریم
شیئاً للہ شیخ عبدالقادر

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی)

فہرست مضامین کتاب

جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ یہ ہے کہ ممتاز احمد صاحب نے معترض کی طرح محض کوئی ذہنی مفروضہ پیش نہیں کیا' بلکہ معترض کے تمام مفروضاتِ ذہنیہ کو موقع و مقام کی مناسبت سے قرآن و سنت' شریعت' طریقت' اصولِ فقہ' علمِ بیان' لغت' محاورات' روز مرہ ضرب الامثال اور اکابرِ طریقت کے جاندار اور ناقابلِ تردید حوالوں سے رد کیا ہے البتہ کہیں کہیں ان کی تحریر علمی اصطلاحات کے ناگزیری عمل کے سبب عام قاری کے لئے کسی قدر بوجھل ہو گئی۔ اگر علامہ ممتاز احمد' حضرت پیران پیر رحمتہ اللہ علیہ سے اپنی والہانہ جذباتی وابستگی' طبعی نیاز مندی و عقیدت کی رو میں بہہ کر عقلی مفروضات کا بازار گرم کرنے یا معترض کے لئے سوقیانہ انداز خطاب اور بازاری زبان استعمال فرما کر اپنے نظریات کو قارئین پر ٹھونسنے کی کوشش کرتے تو شاید اسے کوئی مہذب ذہن تسلیم نہ کرتا' مگر انہوں نے ایسا ہرگز نہیں کیا' بلکہ معترض کے اٹھائے گئے اعتراضات کے جواب میں تہذیب و شائستگی کا دامن کسی وقت بھی ان کے ہاتھ سے چھوٹتا نظر نہیں آیا' نفرت' جذبۂ عقیدت اور فرطِ محبت میں قلم و زباں پر قابو رکھنا آسان بات نہیں ہوتی' لیکن ممتاز صاحب پورے احساسِ ذمہ داری کے ساتھ بڑے تحمل و بردباری اور بڑی بالغ نظری سے اس مشکل مقام سے گزرے ہیں۔

انہوں نے اپنے پیش کردہ مستدل پر جس جامع و مانع انداز میں تبصرہ پیش کیا ہے اور اس سے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ایک منصف مزاج صاحبِ علم نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ ذاتی توجہ سے براہِ راست بھی ان نتائج تک پہنچ سکتا ہے اور یہ صحت و صداقتِ دلائل کی سب سے قوی دلیل ہوا کرتی ہے۔ دورانِ بحث انہوں نے دور از کار' تاویلات و تشریحات کا سہارا ہرگز نہیں لیا۔ اس لئے کہ ایسا کرنا دلائل کی کمزوری اور موقف کے ضعف کی علامت ہوتا ہے۔ حضرت پیران پیر رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت کی رو میں بہہ کر انہوں نے سلاسلِ طریقت کے کسی شیخ کے لئے کوئی رکیک جملہ اور توہین آمیز لفظ استعمال نہیں کیا۔ میرے

خیال میں یہ شستہ پیرایۂ بیان صوفیائے امت سے ان کی مجموعی عقیدت و نیاز مندی کا غماز ہے۔ بخلاف معترض صاحب کے کہ انہوں نے فرطِ جذبات میں آکر دنیائے طریقت کے ایک مسلّم اور حجت شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی شانِ محبوبیتِ سبحانیہ کو گھٹا کر بیان کرنے کی خاطر بعض انتہائی کمزور جملے استعمال کئے ہیں جو ان کی بوکھلاہٹ پر دال ہیں۔ حالانکہ معترض صاحب جن اکابر صوفیاء کے حق میں رطب اللسان ہیں' انہوں نے بھی حضرت پیران پیر رحمتہ اللہ علیہ کے لئے کوئی ایسا جملہ یا لفظ کہنے کی جسارت نہیں کی' بلکہ ہر دور کے ہر شیخ نے اپنے اپنے شعور اور اپنے اپنے وجدانی محسوسات کی مناسبت سے بارگاہِ غوثیت میں اپنی محبتوں' عقیدتوں اور نیاز مندیوں کے گجرے نچھاور کئے اور سب کے سب بیک آواز پکار اٹھے کہ

حسن میں' علم و جلالت میں' مسیحائی میں
کوئی ثانی نہیں اے دلبرِ زہراؓ تیرا

پا سکا تیرے سوا کون مقامِ مخدع
تجھ سے مخصوص ہے یہ رتبۂ اعلیٰ تیرا

جو کہا تو نے وہ مامور من اللہ ہو کر
اپنی خواہش سے نہیں کوئی بھی دعویٰ تیرا

چھپ گئے سامنے اس کے عرفا مثلِ نجوم
مطلعِ فقر پہ خورشید جو چمکا تیرا

عہد تک تیرے نہیں تیرا تصرف محدود
سچ تو یہ ہے کہ ہر اک عہد ہے شاہا تیرا

حضرت پیران پیر رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں مختصراً یہ وہ احساسات و تاثرات تھے جو میں نے ایک مدت تک کتبِ تصوف کے عمیق مطالعہ کے بعد شعری قالب میں ڈھالے تھے۔ علاوہ ازیں ممتاز احمد صاحب نے اکابر امت کے جو

وقت کی اہم ضرورت تھی۔ ایک صاحب نے علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر بزرگوں کے کلام میں قطع و برید کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ سکر اور مستی کے عالم میں سرزد ہوا۔ آپ اس میں مامور من اللہ نہیں تھے اور یہ صرف ان معاصرین تک محدود ہے جنہوں نے آپ کا زمانہ پایا۔ فاضل مصنف مولانا ممتاز احمد چشتی نے علامہ شعرانی کی تصانیف "لطائف المنن" "الیواقیت والجواہر" اور حضرت شیخ اکبر کی کتاب "الفتوحات المکیہ" کا بغور مطالعہ کر کے معترض کی قطع و برید کا سراغ لگایا اور پھر ان ہی کتابوں سے اس کو جواب دیا اور فضائل و کمالاتِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و اہمیت کو ثابت کیا۔

معترض کا موقف یہ تھا کہ مامور من اللہ صرف انبیائے کرام ہوتے ہیں۔ فاضل مصنف نے اکابر صوفیائے کرام بالخصوص علامہ شعرانی، شیخ ابن عربی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے کلام سے ثابت کیا کہ اس فرمان میں آپ مامور من اللہ تھے، اس وقت آپ سکر و مستی کے عالم میں نہ تھے ورنہ اکابر اولیائے کرام آپ کے آگے سرنگوں نہ ہوتے، جو امر انبیائے کرام کے ساتھ مخصوص ہے وہ امرِ تشریعی ہے جبکہ اولیائے کرام کا مامور ہونا امرِ الہامی سے ہوتا ہے۔

رہی دوسری بات کہ یہ فرمان صرف معاصرین کے لئے تھا، اس بارے میں فاضل مصنف نے تسلیم کیا کہ سلف صالحین میں کچھ لوگوں نے ایسی بات کہی ہے لیکن اکثریت اور جمہور کا مسلک یہی رہا ہے کہ متقدمین اور متاخرین تمام اولیائے کرام اس فرمان کے عموم میں داخل ہیں البتہ حضرات صحابہ کرام اس میں داخل نہیں، جیسا کہ ہمارے شیخ کامل جامع شریعت و طریقت مجدد دین و ملت حضور سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز نے تحقیق فرمائی ہے کہ اگرچہ صحابہ کرام ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے لیکن عرف میں انہیں ولی نہیں کہا جاتا بلکہ اس سے افضل لقب "صحابیِ رسول ﷺ" سے یاد کیا جاتا ہے۔

چونکہ معترض کو عرف کے دلیل شرعی ہونے سے انکار تھا اس لئے فاضل مصنف مولانا ممتاز احمد صاحب چشتی سلّمہ ربہ نے اصول شاشی سے لے کر توضیح تلویح تک تمام کتبِ متداولہ سے عرف کی اہمیت کو ثابت کیا۔ اسی طرح "کل ولی اللہ" میں لفظِ "کل" کے عموم کو اصولِ فقہ کی مستند کتابوں سے ثابت کیا، امید ہے جو منصف مزاج اس تحریر کو پڑھے گا مطمئن ہو جائے گا۔

معترض نے حضرات مشائخ چشت کے ارشادات میں تحریف کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ حضرات، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم کی فضیلت کو نہیں مانتے۔ مصنف نے بڑی محنت کے ساتھ مشائخ چشت اہل بہشت کے اقوال سے ثابت کیا کہ وہ سب حضرات، حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے معترف ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ حضور غوث پاک محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔

حضور خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہ العزیز کے استفادے کو فاضل مصنف نے مشائخ چشت اور مولانا جمالی سہروردی کے حوالوں سے ثابت کیا۔ اسی طرح حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اور حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال اور حوالے پیش کئے۔ حضور غوثِ زمان شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور خاتم العاشقین خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن شریف کی کتابوں اور ملفوظات کے حوالوں سے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کو ثابت کیا اور اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کیا کہ

ع: متحد ہستند شیرانِ احد

اللہ تعالیٰ کے شیر آپس میں متحد اور شیر و شکر ہیں۔ غرضیکہ فاضل مصنف سلّمہ ربہ نے دلائل کا انبار لگا کر معترض کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا جو وہ چشتیہ اور قادریہ سلسلوں کے متوسلین کے درمیان بصورتِ مفاخرت پیدا کرنا چاہتے تھے۔ یہ بہت بڑا فتنہ تھا اور اس کا سدِباب وقت کی اہم ضرورت تھا۔

کوئی حوالہ درج نہیں کیا' انہوں نے ایک آدھ حوالہ اس قسم کا بھی در آمد کر لیا کہ قدم کا ظاہری معنی ادب اور تواضع سے مناسبت نہیں رکھتا اور آپ جیسے بزرگ کی شان کے لائق نہیں اس سے مراد آپ کا طریقہ ہے اور مقصد یہ ہوا کہ تمام اولیائے کرام آپ کی روش اور طریقے پر ہیں۔ یہ تھے جناب معترض صاحب کے استخراجات اور انکشافات جو انہوں نے عقل و فہم کی تمام قوتوں کو بروئے کار لا کر تاریخ میں ایک سنہری باب کا اضافہ کرنے کے لئے اور ارباب علم و دانش کو جدید معلومات فراہم کرنے کی خاطر ایک تحقیقی کارنامے کی صورت میں پیش کئے واقعی اس منفرد علمی خدمت پر وہ داد و تحسین کے قابل ہیں' اب ہم ان کی تحقیقات مشتمل بر تحریفات کے بارے میں اپنی گزارشات کا آغاز کرتے ہیں۔

علامہ شطنوفی کی عبارات میں معترض کی قطع و برید

معترض صاحب نے اس قدر تو تسلیم کر لیا تھا کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد گرامی "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ" آپ کے زمانے کے اولیائے کرام کے ساتھ مخصوص ہے' انہوں نے اس بحث کی تفصیل کا آغاز کرتے ہوئے کتاب کے ص ۵۴ پر یہ عنوان قائم کیا۔ (قادری حضرات کی معتبر و مستند ترین کتاب بھجۃ الاسرار کی روایات)۔ اس عنوان کے بعد لکھتے ہیں "بھجۃ الاسرار" کی وہ روایات جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قول کا تعلق صرف اس وقت کے اولیاء سے ہے چنانچہ انہوں نے چھ روایات درج کی ہیں جن میں وقت' عصر اور زمان وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ ہم معترض صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ان روایات سے زمانے کے اولیائے کرام کا گردن جھکانا تو ثابت ہو گیا اور آپ کے نزدیک اس مفہوم کے لحاظ سے تو کتاب معتبر ٹھہری مگر یہ فرمائیں کہ وہ پورا باب اور تفصیلی عبارتیں آپ نے کیوں چھوڑ دیں جن میں اولیائے کرام کے حوالے سے یہ مضمون ہے کہ آپ نے امر الٰہی سے یہ اعلان فرمایا تھا۔

معترض کے بنیادی اعتراض پر کلام

معترض صاحب! ہم اس ارشاد کے عموم کو "بھجۃ الاسرار" اور دوسری مستند کتابوں کی روایات سے ثابت کرنے سے پہلے آپ کے بنیادی اعتراض کی طرف آپ کو متوجہ کرتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ تو قائل ہیں کہ یہ ارشاد آپ نے مامور ہو کر نہیں فرمایا پھر اسی "بھجۃ الاسرار" جسے آپ قادریہ کی مستند کتاب قرار دے رہے ہیں اور اپنے موقف کی تائید کے لئے استعمال کر رہے ہیں اس کی وہ روایات بلکہ پورا باب آپ کیوں نظر انداز کر گئے ہیں جس میں مصنف علامہ نورالدین شطنوفی رحمتہ اللہ علیہ شیخ القراء جامع الازھر المتوفی ۷۱۳ھ نے یہ عنوان قائم کیا ہے (ذکر اخبار المشائخ عنہ انہ لم یقل ذالک الا بالامر) ان مشائخ عظام کی روایات کا تذکرہ جنہوں نے بیان فرمایا کہ آپ نے بامر الٰہی یہ اعلان فرمایا۔ اس کے بعد مصنف علامہ شطنوفی رحمتہ اللہ علیہ نے اکابر اولیائے کرام شیخ عدی بن مسافر' شیخ علی بن الھیتی' شیخ احمد الرفاعی' شیخ القاسم بن عبد البصری اور شیخ حیاۃ بن قیس حرانی رضی اللہ عنھم کے حوالے سے مسند روایات درج کی ہیں کہ آپ نے یہ ارشاد مامور من اللہ ہو کر فرمایا۔ معترض صاحب' ان روایات کو کیوں چھوڑ گئے محض اس لئے کہ ان کے مفروضے کے خلاف ہیں' تحقیق اس کو نہیں کہتے۔ معترض صاحب نے اپنی کتاب کے ص ۵۸ پر شیخ ابو سعید قیلوی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ عبارت "بھجۃ الاسرار" سے نقل کی کہ انہوں نے فرمایا

ھی لسان القطبیۃ ومن الاقطاب فی کل زمان من یؤمر بالسکوت فلا یسعہ الا السکوت ومنھم من یؤمر بالقول فلا یسعہ الا القول۔

یہ لسانِ قطبیت ہے اور ہر زمانے کے اقطاب میں سے کسی کو امرِ سکوت دیا جاتا ہے تو اس کے لئے سکوت کے سوا گنجائش نہیں اور کسی کو بولنے کا امر دیا جاتا ہے تو اس کے لئے بولے بغیر چارہ نہیں۔

رحمتہ اللہ علیہ "فتوحات" باب نمبر ۲۲ میں لکھتے ہیں

من قال من الاولیاء ان اللہ تعالیٰ امرہ بشیئی فھو تلبیس لان الامر من صفۃ الکلام و ھذا باب مسدود دون الاولیاء من جھۃ التشریع"

پھر کتاب کے ص ۱۰۸ پر فتوحات کے حوالے سے طویل عبارت نقل کرتے ہیں جس کے یہ جملے ان کا محل استدلال ہیں "فما بقی احد من خلق اللہ یامرہ اللہ بامر یکون شرعاً یتعبدبہ" اسی طرح کتاب کے ص ۱۰۹ پر حوالہ دیتے ہیں و منعنا جملۃ واحدۃ ان یامر اللہ احدا بشریعۃ

پھر کتاب کے ص ۱۱۱ پر فتوحات کے حوالے سے لکھتے ہیں

فاذا ظھر فی ھذہ الدار من رجل خلاف ھذہ المعاملۃ علم ان ثم نفسا ولا بد الا ان یکون ماموراً بما ظھر منہ و ھم الرسل والانبیاء

تو جب اس دنیا میں کسی آدمی سے اس معاملۂ عبدیت کے خلاف کا ظہور ہو تو معلوم ہوا کہ وہاں نفسانیت ہے اور لازماً ہے مگر یہ کہ جو کچھ ظاہر ہوا اس میں وہ مامور ہو اور مامور تو صرف حضرات انبیائے کرام اور مرسلین علیہم السلام ہوتے ہیں۔

معترض نے حضرت شیخ ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کی عبارتوں سے جو کچھ ثابت کیا وہ یہ ہے کہ امرِ تشریعی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کسی نئے شرعی امر سے مامور کیا ہے تو یہ ایک دھوکا ہے اور اس طرح امرِ تشریعی کے ساتھ صرف انبیائے کرام مامور ہوتے ہیں۔ چونکہ امرِ تشریعی کا اولیائے کرام کے لئے ثبوت ہی نہیں اس لئے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس ارشاد کے لئے مامور ہونے کا قصہ ہی ختم ہو گیا۔

معترض کے اعتراضات کا تفصیلی جواب

معترض صاحب! ہم پہلے گزارش کر چکے ہیں کہ آپ عبارتوں کے مفہوم میں تحریف و تبدیل کرتے ہیں آپ کی ان عبارات اور ان کے مفہوم سے آپ کے

موقف کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ یہاں سے تو صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ امرِ شرعی تکلیفی سے انبیائے کرام مامور ہوتے ہیں۔ اس سے اولیائے کرام کے لئے امرِ الہامی کی نفی تو ثابت نہیں ہوتی۔ آپ کو مغالطہ ہوا ہے یا آپ تجاہلِ عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ اولیائے کرام کے لئے امرِ الہامی اور وحیِ الہامی حضرت شیخ ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ کے کلام سے واضح طور پر ثابت ہے۔ آپ نے غور نہیں کیا اور "الفتوحات المکیہ" اور "الیواقیت والجواھر" کا مطالعہ ہی نہیں کیا ورنہ آپ یہ عبارتیں پیش نہ کرتے امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے تو اس عنوان کا ایک باب لکھا ہے اور اولیائے کرام کے لئے خود بھی شیخ ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے وحی الہامی اور امر الہامی کو ثابت کیا ہے۔

اولیائے کرام کیلئے امرِ الہامی کا ثبوت

"الیواقیت والجواھر" حصہ دوم ص ۸۳ مطبوعہ مصر میں امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ یہ عنوان قائم کرتے ہیں

المبحث السادس والاربعون فی بیان وحی الاولیاء الالھامی و الفرق بینہ و بین وحی الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام اما وحی الاولیاء فیکون علی لسان ملک الالھام آگے ص ۸۴ پر لکھتے ہیں فان قلت فما صورۃ تنزل وحی الالھام علی قلوب الاولیاء فالجواب صورتہ ان الحق تعالیٰ اذا اراد ان یوحی الی ولی من اولیائہ بامر ما تجلی الی قلب ذالک الولی فی صورۃ ذالک الامر فیفھم من ذالک الولی المتجلی بمجرد مشاھدتہ ما یرید الحق تعالیٰ ان یعلم ذالک الولی

بہرحال وحی اولیاء ملک الہام کی زبان سے ہوتی ہے اگر تم یہ کہو کہ اولیائے کرام کے قلوب پر وحی الہامی کے نزول کی کیا صورت ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی ولی کی طرف کسی امر کی وحی فرمانا چاہتا ہے تو اس ولی کے دل پر تجلی فرماتا ہے جو اس امر کی صورت میں ہوتی ہے پس وہ ولی اس تجلی کے مشاہدے